سکتا ہے کہ ہم اس واقعہ کو بجائے سال بہ سال منانے کے، ہر ہفتہ اسی طرح منائیں، جس طرح خود رسول اللہ ﷺ نے منایا، آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "میں پیر کے دن اس لیئے روزہ رکھتا ہوں کہ وہ میری پیدائش کا دن ہے" یاد رہے کہ روزہ قربِ الٰہی کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ میرے لیئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں پس ہمارے نبی کا جشنِ ولادت اگر ہمیں قربِ الٰہی عطا کرے تو اس سے بڑی فوز و فلاح اور کیا ہو سکتی ہے؟

بچوں کی تعلیم میں ماں کا کردار

جامعہ اسلامیہ کورے وال (ٹرسٹ) کراچی میں گزشتہ کئی سالوں سے محفلِ میلاد النبی کا پروگرام منعقد ہوتا ہے۔ جسمیں بالعموم کسی ایک عالم کو تقریر کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا محمد اعظم سعیدی جیسی متحرک، مخلص اور پرکشش شخصیت کی طرف سے دعوت ہو اور اہلِ علم و دانش کی معتد بہ تعداد سماعت کے لیئے جمع نہ ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہر حال اس بار (۲۰ اپریل بروز اتوار صبح دس بجے) تقریر کا قرعہ فال میرے نام نکلا تھا۔ چنانچہ مجھے "بچوں کی تعلیم میں ماں کا کردار" کے موضوع پر کچھ گزارشات پیش کرنے کو کہا گیا۔ میری تقریر کا دورانیہ آدھے گھنٹے پر مشتمل تھا۔ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الجنۃ تحت اقدام الامھات یعنی جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ بہت مشہور حدیث ہے۔ مگر اسے صحیح طرح سے سمجھا نہیں گیا۔ بالعموم یہ حدیث بطور "حق" کے سمجھی گئی ہے جبکہ یہ اصلاً بطور "فرض" کے ہے۔ مطلب یہ کہ آنحضرت ﷺ کے کلام کا منشاء و مقصود، ماؤں کو آگاہ کرنا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں اس طور ادا کریں کہ انکی اولاد، بہترین تربیت پاکر جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو سکے۔ گویا ماں اپنی حسنِ تربیت سے اپنی اولاد کو جنتی بنائے تو جب ماں اپنے حسنِ گفتار و کردار سے اپنی اولاد کی تربیت کرے گی تو لامحالہ انکی اولاد بھی آگے چل کر انکی نیکی کی جو اپنی ماں کے قدموں کو جنت قرار دے گی۔ گویا ماں کے قدم دراصل اولاد کے حسنِ عمل سے جنت بن جائیں گے۔ اس طرح یہ حدیث بطور فرض کے ساتھ بطور حق کے بھی قابلِ فہم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کی رو سے ماؤں کو ثابت کرنا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیئے واقعی جنت ہیں (یعنی جنت میں داخلے کا سبب ہیں) یا یوں بھی اولاد کو ماں کی عظمت کا احساس دلایا گیا ہے کہ وہ اپنی ماؤں کو اپنی جنت سمجھیں...... میں نے مثالاً سمجھایا کہ بچہ کی زبان وہی ہوتی ہے، جو ماں بولتی ہے۔ یعنی ہر بچہ سب سے پہلے اپنی ماں کی زبان سیکھتا ہے۔ اس لیئے ماؤں کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ بچہ جن دنوں زبان سیکھ رہا ہوتا ہے، تو فقط زبان ہی نہیں بلکہ زبان کے ساتھ غیر شعوری طور پر وہ سب کچھ سیکھ رہا ہوتا ہے، جو اس کا ماحول ہوتا ہے یعنی اپنی ماں کا ماحول۔ بلکہ علمائے نفسیات کی رو سے تو بچے کا لرننگ پروسس، ماں کے پیٹ سے ہی شروع ہو چکا ہوتا ہے اس سلسلے میں ماؤں کو حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے، اسے آپ یوں سمجھ سکتے ہیں۔ یعنی اسکول جانے کی عمر سے پہلے ہی، بچہ وہ سب کچھ سیکھ چکا ہوتا ہے، جو ماں کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اس لیئے تو ماں کو بچے کی پہلی درسگاہ ہونے کا اعزاز فطری طور پر حاصل ہے۔ اور وہی بچے کی اصل استاد ہے۔

سنتِ رسول ﷺ کی پیروی ہر دور کے لئے ذریعہ فوز و فلاح

۱۹ اپریل بروز ہفتہ شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ کراچی میں طلبہ و طالبات کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا۔ عنوان تھا "سنتِ رسول ﷺ کی پیروی ہر دور کیلئے ذریعہ نجات"۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی کیلئے شعبہ کے تمام منتظر اساتذہ موجود تھے۔ اور انہوں نے تقریریں بھی کیں، جن میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا۔ مجھے بھی تقریر کے لیئے مدعو کیا گیا۔ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی ہر دور کیلئے فقط ذریعۂ نجات ہی نہیں بلکہ ذریعۂ فوز و فلاح بھی ہے۔ کیونکہ فلاح کھیتی کے بارآور ہونے اور پروان چڑھنے کو کہتے ہیں، اور فوز، کسی کامیابی کے حصول کو۔ جبکہ نجات کے ساتھ کسی سزا، عذاب، بیماری، قرض اور مقدمے وغیرہ کا تصور ناگزیر ہے، اور اس سے بچ جانا فقط نجات کہلاتا ہے۔ اس لیئے نجات کوئی آئیڈیل صورتحال نہیں ہے اور ویسے بھی نجات میں PERMANANCY نہیں ہوتی، بلکہ اکثر عارضی پن ہوتا ہے۔ جبکہ فوز و فلاح میں مستقل اقدار کارفرما ہوتی ہیں۔ یہ اقدار ان محکم قوانین پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں بروئے عمل لا کر 'نجات' سے بہت ارفع و اعلیٰ چیز میسر آتی ہے۔ اس لیئے عنوان یہ ہونا چاہئے تھا کہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں ہر دور کے لیئے فوز و فلاح ہے۔ میں نے کہا کہ سنتِ رسول ﷺ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ یعنی جو کچھ قرآن نے کہا، وہ سب رسول ﷺ نے کر دکھایا۔ اور اب یہی ہمارے لیئے نمونہ ہے۔ ہمارے رسول ﷺ قرآنی سیرت کا اعلیٰ ترین معیار ہیں۔ اگر آپکی پیروی ناممکن العمل ہوتی تو آپ ﷺ نمونۂ عمل نہ ہوتے۔ آپ کا نمونۂ عمل ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ جس طرح حضور نے قرآن کے ارفع و اعلیٰ پروگرام کے مطابق ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ آپکی پیروی کے نتیجے میں یہ ناممکن ہے کہ ویسا ہی انقلاب ایک بار پھر برپا نہ ہو جائے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ میلاد النبی ﷺ یا سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے منعقد ہونے والے اجتماعات اسی محوری فکر کے اجراء و اعادہ پر مشتمل ہونے چاہئیں۔ اور دہشت گردی کے عالمی ماحول میں ہمیں آپ کی رحمت للعٰلمین کے تصور کو واضح کرنا چاہیے۔ نئی زمانہ ہمیں یہ تصور واضح کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ آپ کا اقدام نہ صرف انسانوں کے لئے بلکہ پوری کائنات کے لیئے رحمت ہے۔ رحمت کا لفظ رحم سے بنا ہے۔ اور رحم یعنی بچے کی پرورش گاہ کا نام ہے۔ اس لئے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ رسول ﷺ کی ذات اور رسول ﷺ کے نظام میں تمام انسانوں کے لیئے حیاتِ فکری و عملی، حیاتِ ذہنی و حسّی، اور بتدریج نشو و نما کا سامان رحمت کس طرح رکھ دیا گیا ہوگا۔ اسی لئے پروردگارِ عالم نے آپ ﷺ کو رحمت للعٰلمین قرار دیا ہے۔